

یوں قیام پاکستان کے اغراض و مقاصد میں ایک اہم مقصد اسلامی جمہوریت کا قیام بھی تھا۔ مذکورہ بالا اغراض و مقاصد کے پیش نظر بر سینگر کے عظیم اور نذر مسلمانوں نے اپنے نصب العین کے حصول کی طرف آپس میں مل کر قدم اٹھائے اور پھر مالی اور لاکھوں جانی قربانیوں کا نذرانہ پیش کر کے مسلسل اور خلصانہ سعی و کاوش اور جدوجہد کے سبب اپنی منزل مراد حاصل کر لینے میں بڑی کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔

”پاکستان زندہ باد“

سوال 3 :- What is the "Ideology of pakiskan"?

- ”نظریہ پاکستان“ کیا ہے؟ یا

2- Write an essay on the "Ideology of pakistan"

- ”نظریہ پاکستان“ پر مضمون لکھئے۔ یا

3- Write a critical essay on the "Ideology of pakistan".

- ”نظریہ پاکستان“ پر ایک تقیدی مضمون لکھئے۔ یا

4- Explain the salient features of the "Ideology of pakistan".

To what extent has it shaped the socio - economic and political life of the pakistan society? یا

- ”نظریہ پاکستان“ کے نمایاں خود خال کی وضاحت کیجئے۔ نیز یہ بھی بتائیے کہ اس نے پاکستانی معاشرہ کی سماجی، معاشی اور سیاسی زندگی پر کس حد تک اثرات مرتب کئے ہیں؟ یا

P.U.90-iA,

5- Describe the "Ideology of pakistan" and its importance.

- نظریہ پاکستان اور اس کی اہمیت بیان کیجئے۔ یا

6- Explain the importance of "Ideology of pakistan" in daily lofe.

- روزمرہ زندگی میں نظریہ پاکستان کی اہمیت واضح کیجئے۔

جواب:-

نظریہ پاکستان کی تعریف و توضیح پیش کرنے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پہلے نظریے کے بارے میں بتایا جائے کہ نظریہ کے کتنے ہیں۔

نظریہ:-

لفظ نظریہ یا آئینڈیالوچی (IDEOLOGY) کو اہل مغرب ان معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔

”عام نظریات کا کوئی ضابطہ یا کوئی ایسا پروگرام جس کی اساس فکر و فلسفہ پر ہو“

دراصل نظریہ سے مراد کسی خاص نظام فکر کی روشنی میں سیاسی مسائل کا ایسا تجزیہ ہے

جس میں عملی پروگرام شامل ہو۔
نظریہ کی حیثیت کسی قوم یا تحریک کے لئے روح کی سی ہے جس کے بغیر اس کے وجود اور اس کی زندگی کی بنا ممکن نہیں۔

- نظریہ سے زندگی کا نظام بنتا ہے اور ترقی کی سوت متعین ہوتی ہے
یہاں اس امر کا تذکرہ کرنا بے جانہ ہو گا کہ کسی بھی تحریک کے لئے اس کے نظریے کا ہونا ضروری ہے۔ تاہم اس میں حسب ذیل اوصاف اور خوبیوں کا پایا جانا ضروری ہے۔
1- اس نظریے پر ایک ہی قوم کے زیادہ افراد کا متفق و متحد ہونا ضروری ہے۔
2- وہ نظریہ اس قوم کے احساسات و جذبات، روایات، عقائد اور اقدار سے ہر طرح ہم آہنگ ہونا چاہیے۔
3- اس نظریے کے حصول میں کافی افرادی قوت اور طاقت کا موجود ہونا ایک لازمی شرط ہے۔

4- یہ نظریہ اجتماعی اور مجموعی کوششوں اور کادشوں سے حاصل ہو سکتا ہے۔

- 5- کسی بھی نظریے کو عملی جامد پہنانے اور اسے پایہ تکمیل تک پہنانے کے لئے قائدین کی ایک باقاعدہ جماعت کا ہونا ضروری ہے۔
اس سے یہ بات روز روشن کی طرح نمایاں ہوتی ہے کہ حصول پاکستان بر صیرپاک وہند کے مسلمانوں کا مقدار بن چکا تھا۔ لہذا اس نظریہ کو عملی جامد پہنانے کے لئے درج ذیل اقدامات کے مکنے۔

i- بر صیرپر کے مسلمانوں کو تحد اور آنکھا کیا اور حصول مقصد کے لئے مسلم لیگ جیسی ایک سیاسی تنظیم تکمیل دی۔

ii- قائد اعظم محمد علی جناح، علامہ اقبال، مولانا محمد علی جوہر اور سرید احمد خاں جیسی عظیم ہستیوں کی قیادت مسلمانوں کو حاصل رہی۔

iii- حصول آزادی کے لئے بر صیرپر کے مسلمانوں نے اپنی جانی اور مالی قربانیوں کا نذرانہ پیش کرنے سے گریزناہ کیا۔

نظریہ حیات:-

1- ہر انسان کے روپوں اور پیش نظر اپنی زندگی کا کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہوتا ہے۔ اس مقصد کے بغیر انسان کی زندگی بیکار، فضول اور بے معنی ہو جاتی ہے۔

تاہم نظریہ حیات کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ ”جب کوئی خاص مقصد بنت سے لوگوں کی زندگی کا مشتعل ہو اور باہمی نصب العین بن جائے تو وہ ان کا مشترکہ نظریہ حیات کہلاتا ہے“

نظریہ پاکستان:-

مسلمانوں کو اپنی افرادی اور اجتماعی زندگیوں میں تمام ہدایت اور رہنمائی اپنے دین سے ملتی ہے۔ اسلام انسانوں کے مابین تعلقات، روابط اور حقوق بھی متعین کرتا ہے اور معاشرے اور ریاست کو بھی منظم کرتا ہے۔ ہر معاملے میں اصل معیار اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن پاک) اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل یعنی قرآن و سنت ہوتا ہے۔
در اصل قوم مسلم کا یہی نظریہ حیات تحریک پاکستان کی اساس ہے۔ پاکستان ایک نظریے کی بنیاد پر قائم ہوا ہے اور یہ نظریہ مسلمانوں کا دین اسلام ہے۔ یہی نظریہ پاکستان کا مفہوم ہے۔ گویا یہاں سیاسی، معاشری، تمدنی، سماجی، معاشرتی اور مذہبی غرضیکے پوری زندگی کا نظام اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق ہو گا اور ہر معاملے میں صحیح رہنمائی قرآن و سنت رسول سے ہی حاصل کی جائے گی۔

نظریہ پاکستان کا مفہوم اور تعریف:-

اب نظریہ پاکستان کا مفہوم اور چند تعریفیں رقم کی جاتی ہیں تاکہ اس کا اصل مفہوم مزید واضح ہو سکے۔

- 1 ”در اصل نظریہ پاکستان تعلیمات اسلامی کی عملی صورت کا نام ہے۔“
- 2 ”قوى و ملی تخفیف کو اجاگر کرنے اور برقرار رکھتے ہوئے پاکستان میں اسلام کی حکمرانی اور اتحاد بین المسلمين کی عملی کوششوں کا نام ہی نظریہ پاکستان ہے۔“
- 3 ”بر صیرپر کے سیاسی اور تمدنی پس منظر میں اسلامی فلسفہ حیات کی بنیاد پر دو قوموں کا تصور ہی در اصل نظریہ پاکستان ہے۔“
- 4 ”نظریہ پاکستان در اصل اسلامی نظریہ ہی کا دوسرا نام ہے۔“
- 5 ”حصول پاکستان کے لئے بر صیرپر کے مسلمانوں نے جو تصور قائم کیا اسی کا نام نظریہ پاکستان ہے۔“

نظریہ پاکستان اور مفکرین:-

- نظریہ پاکستان کا مفہوم بیان کرتے ہوئے علامہ علاء الدین صدیقی فرماتے ہیں:-
- ”نظریہ پاکستان اس چیز کا نام ہے اس سر زمین کے اندر اسلام رائج ہو۔ افراد پر بھی، جماعتوں پر بھی اور تمام قوتوں سے فروں ترقوت یہاں اسلام ہو۔“
- 2 ڈاکٹر سید عبداللہ نظریہ پاکستان کی وضاحت ان الفاظ میں کرتے ہیں۔
 - 3 یہ نظریہ عبادت ہے اس عقیدے سے کہ پاکستان دو قوی تصور کا نتیجہ ہے۔ نیز مسلمانوں کی قومیت صرف اور صرف اسلام ہے۔ یعنی رنگ، نسل اور زبان نہیں بلکہ اس قوم کی بنیاد عقیدہ پر ہے۔
 - 4 علی عباس نظریہ پاکستان کے بارے میں یوں رقم طراز ہے۔

بر صیریں اسلام کو نیست و تابود کرنے اور صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے بہت سی کوششیں کی گئیں۔ لیکن یہ اسلامی نظریہ ہر دوڑ، عمد اور ہر مرحلہ پر مزید درخشنده اور تاباہ ہوتا رہا۔ اس نظریہ پر تمہارے دل سے عمل کرنے والوں نے اس کی بقاء کے لئے مالی اور جانی قربانیاں دینے سے بھی دریغ نہ کیا۔ دراصل ان دی جانے والی قربانیوں کی اصل داستان ہی تحریک پاکستان ہے۔

اس تحریک میں تصویر پاکستان پیش کیا گیا اور پھر اس کی سیاسی نوعیت کا تعین کیا گیا۔ بر صیریں کے مسلمانوں کی شفاقتی، تہذیبی، سماجی اور معاشرتی زندگی کا محور اسلام تھا۔ امگر یہ اور ہندو آپس میں مل کر مسلمانوں کی شفاقتی زندگی کو نیست و تابود کرنے، اسے صفحہ ہستی سے مٹانے یا اسے کامل طور پر تبدیل کرنے کی کوششوں میں لگے رہے۔ مسلمانوں پر طرح طرح کے ظلم و ضم کئے گئے۔ ان پر مصائب و مشکلات کے پھاڑ گرائے گئے لیکن مسلمانوں نے اقتصادی، سیاسی اور تعلیمی پس ماندگی میں زندگی بس رکنا جاری رکھا۔

دنیا میں ہر قوم اپنا قومی تشخص اور اپنی شفاقتی زندگی کو اپنا کریں قائم کرتی ہے۔ بر صیریں کے مسلمانوں کا قومی تشخص ہر لمحے اور ہر آن خطرے ہی میں رہا۔ اس لئے مسلمانوں کے قائدین نے یہی سوچا کہ وہ اسلامی روایات کے مطابق اپنی زندگیاں صرف ایک الگ وطن ہی میں رہ کر گزار سکتے ہیں لہذا ایک الگ خطہ زمین کے حصول کے لئے ایک مشترکہ پالیسی قائم کرنے کی ضرورت ہے لہذا یہ مشترکہ پالیسی ہی دراصل نظریہ پاکستان کا موجب ہی۔ نظریہ پاکستان ہی وہ منصوبہ تھا جسے بروئے کار لا کر پاکستان وجود میں آیا۔ نظریہ پاکستان ہی وہ لاحق عمل تھا جس کی عملی شکل کام کام پاکستان ہے۔

پاکستان کو نکلے ایک نظریاتی مملکت ہے اس لئے اس کی بقاء اور سلامتی اس کے نظریے کی بقاء میں ہے۔ پاکستان کا وجود اس وقت تک محکم اور مضبوط رہے گا جب تک یہاں کے رہنے والے اس نظریہ کی خلافت کرتے رہیں گے جس کے سبب پاکستان وجود میں آیا۔

دنیا کی کسی بھی قوم کا نظریہ اس کے افکار و خیالات، احساسات و جذبات، آرزوؤں اور خواہشات کا آئینہ دار ہوتے ہیں اور ان تمام کی بنیاد قوم کے مذہب اور شفاقت میں مختنی اور پوشیدہ ہوتی ہے جہاں تک بر صیریں کی قوم مسلم کے نظریہ کا تعلق ہے اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کی بنیاد نہ تو جغرافیائی یا علاقائی حدود ہیں نہ سماجی و اسلامی رشتہ اور تعلقات، اس قوم کی واحد شناخت اس کا نہ ہب ہی ہوتا ہے۔

اسلام قوم مسلم کی وجہ امتیاز ہے۔ اور پاکستان کی تخلیق بھی اسلام ہی کے نام پر عمل میں آئی۔ یوں اسلام اور پاکستان میں گمراہ مشاہدہ موجود ہے۔

جہاں تک قائد اعظم کا تعلق ہے انہوں نے بھی نظریہ پاکستان کا پہلا اصول اسلام ہی کو نژاد دیا ہے جو مسلمانوں کے جذبہ قویت اور حب الوطنی کی بنیاد ہے۔ نظریہ پاکستان کے مطابق

«نظریہ پاکستان اور اسلام ہم معنی ہیں۔ نظریہ پاکستان اسلامی تعلیمات کی عملی صورت کا نام ہے»

4۔ یہ سجاد رضوی نظریہ پاکستان پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں۔ «نظریہ پاکستان وہ بنیاد ہے جس پر پاکستان کی عمارت بلند ہوئی ہے یا وہ اصول ہے جو تخلیق پاکستان کا باعث ہوا ہے۔

نظریہ پاکستان کا مرکزی نکتہ:-
نظریہ پاکستان کا مرکزی نکتہ یہ ہے کہ اس پاک سر زمین پر جسے مسلمانوں نے اپنے جدا گانہ تھا مل کر مسلمانوں کی شفاقتی زندگی کو نیست و تابود کرنے، اسے صفحہ ہستی سے مٹانے ہندو آپس میں مل کر مسلمانوں کی کوششوں میں لگے رہے۔ مسلمانوں پر طرح طرح کے ظلم و ضم کئے گئے۔ ان پر مصائب و مشکلات کے پھاڑ گرائے گئے لیکن مسلمانوں نے اقتصادی، سیاسی اور تعلیمی پس ماندگی میں زندگی بس رکنا جاری رکھا۔

ذکر کردہ بالا افکار کی روشنی میں پہاڑا جا سکتا ہے کہ نظریہ پاکستان سے مراد ایک الگ خطہ زمین کا حصول ہے جس میں بر صیریں کے مسلمان کتاب و سنت کی روشنی میں اسلامی اقدار و نظریات کا تحفظ کر سکیں اور اسلامی اقدار کو نزوح دے سکیں۔

نظریہ پاکستان کی توضیح:-
پاکستان بطور ایک نظریہ کے بر صیریں پاک و ہند کی تاریخ میں اس وقت نمودار اور نمایاں ہوا

جب اس کی سر زمین پر اسلام کی ایک کرن دکھائی دی۔ زندگی کے بارے میں اسلام ایک مکمل اور جامع نظریہ رکھتا ہے یہی وہ نظریہ ہے جو ہمارے مسائل اور مشکلات کی بڑے عمدہ طریقے سے رہنمائی کرتا ہے۔ دنیا میں اسلام جس خطہ زمین پر بھی گیا یہ تمام مخالفانہ قوتیں اور تمام حوادث کے باوجود آج بھی بڑی شان و شوکت اور پوری تباہی سے موجود ہے۔

اسلام کی آمد سے پہلے بھی بر صیریں ایک نظریہ موجود تھا لیکن یہ نظریہ اتنا کشاہدہ اور وسیع نہ تھا۔ یہ صرف ایک علاقتے اور سماج تک ہی محدود ہو کر رہ گیا تھا۔ یہ نظریہ کچھ عقائد اور بعض رسم و رواج پر ہی مشتمل تھا۔ جہاں تک ہندو ازم کا تعلق ہے یہ بات بلا خوف تردید کی جاسکتی ہے کہ یہ سیاسی، معاشری اور تہذیب شعبوں کے لئے راہنما اصول مہیا کرنے کے ہرگز الہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جو قوم بھی بر صیریں میں وارد ہوئی اسے ہندو ازم اپنائے میں کسی قسم کی کوئی وقت یا دشواری پیش نہ آئی روارد ہونے والی قوم جو بھی اپنا شفاقتی ورش اپنے ساتھ لائی وہ بر عکس اسلام کو نکل خود کفیل نظام تھا اور اسے ہندو ازم سے کچھ لینے کی قطعی ضرورت نہ تھی۔ لہذا اسلامی شفاقت اپنی انفرادت کو اصل ہیئت میں رکھنے میں کامیاب رہی۔

قوم مسلم کے سیاسی، سماجی، تمدنی، معاشرہ در تہذیبی مسائل کا حل اسلام میں پوشیدہ ہے۔ پاکستان کی بنیاد بھی فلسفہ اسلام پر رکھی گئی ہے اور یہی چیز اس کے وجود اور احکام کی ضامن 4 ہے۔

نظریہ پاکستان کی روشنی میں جب اسلام کو بنیادی قوت اور طاقت تسلیم کیا جاتا ہے تو رنگ، صو نسل، زبان، علاقے، تہذیب اور دیگر عناصر کی نفی ہو جاتی ہے۔

امر لائق ستائش ہے کہ حکومت پاکستان نظریہ پاکستان کے تحت نظام اسلام راجح کرنے جا کی کوششوں میں گھنی ہوئی ہے اور نظریہ پاکستان کے تحت پاکستان کو ایک عظیم تر پاکستان بنانے میں سرگرم عمل ہے۔

نظریہ پاکستان کی اہمیت:-

قوی زندگی میں نظریہ پاکستان کی بڑی اہمیت ہے۔ نظریہ پاکستان کی اہمیت کے چند نمایاں پلو حسب ذیل ہیں۔

1- فتح و کامرانی کا علمبردار:-

نظریہ پاکستان فتح و کامرانی کا علمبردار ہے۔ نظریہ پاکستان ہی کے سبب بر صغیر کے تمام مسلمان آپس میں متعدد ہوئے اور ان میں اتفاق و اتحاد جیسی عظیم قوت پیدا ہوئی۔ مسلمانوں نے اپنے باہمی اختلافات یکسر نظر انداز کر دیئے اور قیام پاکستان کے حصول کے لئے سرگرم عمل ہو گئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں نے ہندوؤں اور انگریزوں کی شاطرانہ چالوں کو ناکام بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ یوں قوم مسلم میں نظریہ پاکستان راجح اور پختہ ہوتا گیا۔ ان میں قوت ایمانی اور فکر و عمل کی بے پناہ قوت پیدا ہوتی گئی۔ اس کا نتیجہ ایک آزاد مسلم مملکت کی حیثیت میں نکلا۔

2- اخلاق اور بلند کردار کا حامل:-

نظریہ پاکستان کے سبب ایک ایسی قوم مسلم پیدا ہو سکتی ہے جو انتہائی بلند اخلاق، بلند کردار، دیانت دار، بردبار اور جرات مند ہو۔ قوم مسلم جوں جوں نظریہ پاکستان کو اپنائے گی وہ تعلیمات اسلام سے بہرہ در ہوتی رہے گی اس سے قوم مسلم کا اخلاق و کردار بلند ہو گا اور قوم مسلم ایک عظیم قوت بن کر ابھرے گی۔

3- یہ دنیا کے اسلام کی ترقی:-

نظریہ پاکستان کا ایک بنیادی مقصد یہ بھی ہے کہ تمام روئے زمین کے اسلامی مالک کو یکجا کیا جائے اور ان میں اتحاد و اتفاق جیسی صفت اور خوبی پیدا کی جائے۔ یوں نظریہ پاکستان قوم مسلم کو اتحاد و اتفاق جیسی صفت ہے۔ نظریہ پاکستان کو اپنانے سے ہمکو اپنے داخلی انتشار حسناء، بیرونی خطرات ^{مکمل} نکل گئی، استقلال اور سامراجی سازشوں سے رکھتے ہیں۔

4۔ ملک و قوم کی بقاء کے لئے ناگزیر ہے:-

نظریہ پاکستان ملک و قوم کی سر بلندی اور بقاء کے لئے ناگزیر ہے۔ نظریہ پاکستان مختلف صوبوں میں بننے والے لوگوں کو ایک پلیٹ فارم پر کھڑا کرتا ہے۔ اور ان میں اتحاد و اتفاق اور یکجنت کی صفت اور خوبی پیدا کرتا ہے۔ جوں جوں قوم مسلم نظریہ پاکستان پر پختہ یقین رکھتی جائے گی۔ اس سے قومی یک جمیع پروان چڑھے گی۔ اس سے تجربہ کاروں، انتشار پسندوں، مفاد پرستوں اور ابن ال وقت لوگوں کے نیا پاک عزادم خاک میں ملتے جائیں گے لہذا ملکی استحکام کے لئے نظریہ پاکستان کا تحفظ ضروری ہے۔

5۔ قوت ایمانی کا سرچشمہ:-

نظریہ پاکستان قوت ایمانی اور جذبہ ایمانی کا سرچشمہ بھی ہے۔ ماضی میں بھی اس نظریہ نے ہندوؤں اور انگریزوں کو مسلمانوں کے آگے جھکنے پر مجبور کیا اور آئندہ بھی اس نظریہ کو پختگی سے اپنانے سے اوروں کو جھکنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔ لہذا ضرورت اس امرکی ہے کہ ہم نظریہ پاکستان پر دل و جان سے عمل کریں تاکہ ہمارا سرزنشہ قوموں میں نمایاں ہو سکے۔

6۔ اسلامی نظریہ حیات:-

نظریہ حیات پاکستان کی بنیادیں تعلیمات اسلامی پر رکھی گئی ہیں۔ لہذا نظریہ پاکستان کو اپنانے سے قوم مسلم ایک رائخ العقیدہ قوم بننے گی۔ اس سے اسلامی نظریہ حیات پروان چڑھے گا اور انتہائی باکردار اور بلند اخلاق مسلمان وجود میں آئیں گے۔

درactual ہم نام کے مسلمان ہیں۔ اس لئے ضرورت اس امرکی ہے کہ ہم نظریہ پاکستان پر پختہ یقین رکھتے ہوئے چے اور پکے مسلمان بنیں تاکہ ملک و قوم کی جڑیں اور زیادہ مشتمل اور مضبوط ہوں۔ یہ اوصاف اور خوبیاں اپنانے سے ہم اپنے دشمن کی نظر بد سے محفوظ رہیں گے۔

تاہم نظریہ پاکستان کی اہمیت سے انکار ناممکن ہے۔ بعض مفاد پرست، اور ابن ال وقت یا ستدانوں نے قوم مسلم کو اپنی اصل راہ سے گمراہ کرنے کی بھروسہ کو ششیں کیں لیکن وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔

لہذا ضرورت اس امرکی ہے کہ ہم نظریہ پاکستان کا پرچار کریں کو قوت
ایمانی اور جذبہ خوف زدائی کے سبب اپنے آپ کو ایک سچا، پکا اور مخلص مسلمان ثابت کرنے کی ہر ممکن سعی کریں۔

سوال 4 :-

Explain the "Ideology of Pakistan" with reference to Quaid -i-Azam's sayings.

قائد اعظم کے ارشادات کی روشنی میں "نظریہ پاکستان" کی وضاحت کیجئے۔ یا

Discuss the "Ideology of Pakistan" in the light of Quaid -i-Azam , s sayings

قائد اعظم کے ارشادات کی روشنی میں "نظریہ پاکستان" پر بحث کیجئے۔ یا

Explain the "Ideology of Pakistan" in the light of Quaid -i-Azam , s sayings

قائد اعظم محمد علی جناح کے ارشادات کی روشنی میں "نظریہ پاکستان" کی تشریع کیجئے۔
جواب :-

نظریہ پاکستان کیا ہے؟ (دیکھیے سوال نمبر 1 کا جواب)

- 23 مارچ 1940ء کو لاہور میں مسلم لیگ کے ایک عظیم جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے اور نظریہ پاکستان کی وضاحت کرتے ہوئے قائد اعظم محمد علی جناح نے اپنے خطبہ صدارت میں فرمایا:-

"مسلمان ہندوستان میں بھیت فاتح، تاجر اور مبلغ آئے اور اپنی تہذیب و تمدن اپنے ساتھ لائے۔ انہوں نے طاقتہر اور مطبوع سلطنتیں قائم کیں اور اپنی تہذیب کی خود تعمیر کی۔ انہوں نے ہندوستان کے براعظیم کی اصلاح بھی کی اور ایک نظام بخشا اور آج ہندوستان میں دس کروڑ مسلمان ہیں جو ساری دنیا میں اتنی زیادہ مسلم آبادی کا یکجا ہوتا ظاہر کرتے ہیں۔ ہم ایسی قوم ہیں جس کی اپنی تہذیب، اپنا تمدن، اپنا لڑپچ، اپنی زبان، اپنا آرٹ، اپنے فنون، اپنے آئین، اپنے قوانین، اپنے رسوم، اپنے کیلندر، اپنی تاریخ، اپنی روایات غرضیکہ ہر ایک چیز ہماری اپنی ہے۔ اور ہم بین الاقوامی قوانین کے تحت بھی ایک الگ قوم ہیں۔ میرے لئے یہ اندازہ لگانا بہت مشکل ہے کہ آخر ہمارے ہندو بھائی اسلام اور ہندو مت کی حقیقت اور اہمیت کو سمجھنے سے کیوں گریز کر رہے ہیں۔ برطانوی حکومت سنجیدگی کے ساتھ اس ملک کے عوام کو امن اور خوشحالی سے ہمکنار کرنا چاہتی ہے تو اس کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ ہے کہ بڑی قوموں کو علیحدہ علیحدہ

ملک دیئے جائیں اور پاک و ہند کو دو خود مختار ریاستوں میں تقسیم کر دیا جائے" قائد اعظم نظریہ پاکستان کے زبردست حاوی تھے اس لئے انہوں نے مختلف موقع پر اپنی تقاریر میں جو انہوں نے مختلف مقامات پر کیں، ان میں آپ نے نظریہ پاکستان کی کھل کر وضاحت کی۔

-2 1940ء میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ مدارس میں قائد اعظم نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:-
 «مسلم لیگ کے نصب العین کا بنیادی اصول ہے کہ ہندوستان کے مسلمان ایک جد اگانہ حیثیت رکھتے ہیں۔ انہیں کسی دوسری قومیت میں جذب کرنے یا ان کے نظریات کے مکمل تشفیع کو مٹانے کے لئے جو بھی کوشش کی جائے گی اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے گا ہم نے اس امر کا تیہہ کر لیا ہے کہ ہم اپنے جد اگانہ قوی تشفیع اور جد اگانہ حکومت کو قائم کر کے رہیں گے»

یوں قائد اعظم نے بلا خوف و خطر پر زور الفاظ میں واضح کیا کہ قوم مسلم جنوبی ایشیاء میں ایک ایک ایک الگ قوم ہیں جس کے لئے ایک الگ وطن کا ہونا ناگزیر ہے۔

-3 مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ کراچی 1943ء کے موقع پر قائد اعظم نے قرآن پاک کی طرف رجوع کرنے کی اہمیت کی ان الفاظ میں وضاحت فرمائی۔

«وہ کونا رشتہ ہے جس سے مسلک ہونے سے تمام مسلمان جد واحد کی طرح ہیں؟ وہ کون سی چنان ہے جس پر ان کی ملت کی عمارت استوار ہی؟ وہ کون سالنگر ہے جس سے اس امت کی کشتی محفوظ کر دی گئی ہے؟ وہ رشتہ، وہ چنان، وہ لنگر خدا کی کتاب قرآن مجید ہے۔ مجھے اس امر کا قوی یقین ہے کہ جوں جوں ہم آگے بڑھتے جائیں گے ہم میں زیادہ اتحاد پیدا ہوتا جائے گا۔»

-4 21 نومبر 1945ء کو مسلم لیگ کانفرنس میں قائد اعظم نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا:-
 «مسلمان پاکستان کا مطابہ کرتے ہیں۔ جماں وہ خود ضابطہ حیات اپنے تہذیبی ارتقاء، اپنی روایات اور اسلامی قانون کے مطابق حکمرانی کر سکیں۔»

-5 قیام پاکستان کے اصل مقصد پر روشنی ڈالتے ہوئے قائد اعظم نے اسلامیہ کالج پشاور میں تقریر کرتے ہوئے 13 جنوری 1948ء کو فرمایا:-

«ہم نے پاکستان کا مطابہ ایک زمین کا ٹکڑا حاصل کرنے کے لئے نہیں کیا تھا بلکہ ایک ایسی تحریہ گاہ حاصل کرنا ہمارا مقصود تھا جماں ہم اسلام کے اصولوں کو آزمائیں۔»
 قائد اعظم پر عزم تھے۔ ہمت و استقلال کے پیکر تھے۔ نذر اور بے خوف قوی لیڈر تھے اور حصول منزل کے لئے سرگرم عمل تھے۔ یقین مکرم اور عمل پیغم کے جذبہ سے سرشار تھے قوت ایمانی اور جذبہ ایمانی کی دولت سے مالا مال تھے۔»

-6 اگست 1946ء میں قائد اعظم نے ایک جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:-
 «ہمارے راستے میں کوئی بھی چیز مزاحم نہیں ہو سکتی اور نہ ہی کوئی چیز ہمیں اپنے نصب العین سے منحرف کر سکتی ہے۔ ہم تمام رکاوٹوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے، مصائب و مشکلات

خندہ پیشانی سے برواشت کریں گے۔ یہاں تک کہ ہل کے شعلوں کو بھی پار کر کے آئے گل جائیں گے۔ راستے میں ہمیں ناکامیوں اور محرومیوں سے دوچار ہونا پڑے گا۔ ہمیں نقصان بھی برواشت کرنا پڑے گا۔ لیکن کوئی چیز ہمارے راستے میں حائل نہ ہو گی۔ کوئی چیز ہمیں مغلوب کر سکے گی۔ ہمارے مطالبات حق و انصاف پر مبنی ہیں۔ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ دس کوڑا مسلمانوں کی زندہ جاوید قوم مٹائی نہیں جا سکتی۔ خواہ ہمیں کتنی ہی مصیبتوں اور آزمائشوں سے گزرنا پڑے۔ ہم پاکستان لے کر رہیں گے۔ پاکستان کے بغیر مسلمانان ہند تباہ و بریاد ہو جائیں گے۔

7- "قائد اعظم" نے نومبر 1946ء میں اپنی ایک تقریر میں اپنے خیالات کا اظہار کرنے ہوئے فرمایا:-

"ہم ہندو اور مسلمان ہر چیز میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ تہذیب و تمدن، تاریخ و زبان، طرز تعمیر، موسیقی، قانون و اصول قانون، خوردو نوش، معاشرت، لباس غرضیکہ ہر چیز میں ہندوؤں سے مختلف ہیں۔ صرف دوست ڈالنے کی صندوچی میں ہندو اور مسلمان یکجا نہیں ہو سکتے"

8- 14 اگست 1947ء کے موقع پر "قائد اعظم" نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے برمی فرمایا:-

"مسلمانان ہند نے دنیا کو دکھا دیا ہے کہ وہ ایک متحده قوم ہیں۔ ان کا نصب العین صحیح یک اور انصاف پر مبنی ہے۔ آئیے اس نعمت کے لئے عجز و عاجزی اور انکساری سے خداوند تعالیٰ کا شکر بجا لائیں اور دعا کریں کہ وہ ہمیں اس نعمت کے لائق بنادے۔ آج کے دن ہماری قوم کے لئے تاریخ کا زہریلا دور ختم ہو رہا ہے۔ ایک نئے اور قابل احترام دور کا آغاز ہو رہا ہے"

9- اکتوبر 1947ء میں حکومت پاکستان کے افران سے خطاب کے موقع پر "قائد اعظم" نے فرمایا:-

"ہمارا اصل نصب العین یہ تھا کہ ہم ایک ایسی مملکت کی تخلیق کریں جہاں ہم آزاد انسانوں کی طرح رہ سکیں، جو ہماری تہذیب و تمدن کی روشنی میں پھلے پھولے اور جہاں معاشرتی انصاف کے اسلامی تصور کو پوری طرح پہنچنے کا موقع ملے"

10- 26 مئی 1940ء کو مسلم لیگ کے اجلاس بمبئی سے خطاب کرتے ہوئے "قائد اعظم" نے فرمایا:-

"مگاںدھی جی کا کہنا ہے کہ ہندوستان کو جیتے جی ٹکڑے ٹکڑے کیا جا رہا ہے راج گپاپاں اچاریہ یہ کہتے ہیں کہ بچے کے دو ٹکڑے کئے جا رہے ہیں۔ قدرت نے پسلے ہی سے ہندوستان کو تقسیم کر رکھا ہے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر رکھے ہیں۔ ہندوستان کے نقشے پر مسلم ہندوستان اور ہندو ہندوستان پسلے ہی سے موجود ہیں۔ نہ معلوم اس پارے میں اتنا شور و غل اور واویلا کیوں کیا جاتا ہے۔ وہ ملک ہے کہاں جس کے ٹکڑے ٹکڑے کئے جائیں گے۔ اور وہ قوم

ہے کہاں جس کی قومیت فتاکی جانے کو ہے۔ وہ طاقت جس کے قبضہ قدرت میں آج ہندوستان ہے وہ دراصل انگریزوں کی قوت اور طاقت ہے اور یہ جو خیال دماغوں میں سما گیا ہے کہ ہندوستان ایک متحده ملک ہے اور اس کی ایک حکومت ہے وہ صرف اس وجہ سے ہے کہ انگریز اس سارے ملک پر مسلط اور حکمران ہیں”

11- قائد اعظم محمد علی جناح نے نظریہ پاکستان کے بارے میں ایک موقع پر تقریر کرتے ہوئے برطانیہ اس امر کا اظہار کیا اور فرمایا :-

”قومیت کی تعریف خواہ جس طرح بھی کی جائے مسلمان اس تعریف کی رو سے ایک جدا اور الگ قوم کی حیثیت اور درجہ رکھتے ہیں۔ اور یوں وہ اس بات کے مستحق اور حقدار ہیں کہ ملک میں ان کی اپنی الگ مملکت اور اپنی جدا گانہ خود مختار ریاست ہو۔ ہم مسلمان چاہتے ہیں کہ ہندوستان کے اندر ہم ایک آزاد قوم بن کر اپنے ہمایوں کے ساتھ ہم آہنگی اور امن و امان کے ساتھ زندگی بسر کریں۔“

12- مارچ 1944ء کو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے خطاب کرتے ہوئے قائد اعظم محمد علی جناح نے فرمایا۔

”دراصل پاکستان تو اسی دن وجود نیں آگیا تھا جب ہندوستان میں پہلا ہندو مسلمان ہوا تھا۔ یہ اس دور کی بات ہے جب یہاں مسلمانوں کی حکومت بھی قائم نہیں ہوئی تھی۔ مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد کلمہ توحید ہے۔ وطن نہیں اور نہ ہی نسل۔ ہندوستان کا جب پہلا فرد مسلمان ہوا تو وہ پہلی قوم کا فرد نہیں رہا وہ ایک جدا گانہ قوم کا فرد ہو گیا۔ ہندوستان میں ایک نئی قوم وجود میں آگئی۔“

13- قائد اعظم محمد علی جناح نے ایک موقع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا :-

”مسلمان ایک جدا اور الگ قوم ہے۔ اور وہ ہندوؤں کے ساتھ ہرگز نہیں ہے۔ اس لئے ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے ایک الگ اور آزاد مملکت کا قیام اشد ضروری ہے ہمارے ہندو دوست اسلام اور ہندو مذہب کی اصل حیثیت کو سمجھنے کی کیوں کوشش نہیں کرتے۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کے مذاہب کو عام معنی میں لینا درست نہیں۔ دراصل یہ وہ جدا گانہ تصور ہیں اور یہ مخفی ایک خواب ہے کہ ہندو مسلم ایک متحده قوم بن کر اپنی زندگیاں گزاریں گے۔“

14- قائد اعظم محمد علی جناح نے 23 مارچ 1940ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کے عظیم الشان اجلاس لاہور میں خطبہ صدارت دیتے ہوئے فرمایا :-

”ہندو اور مسلمان دو الگ الگ مذہبی فلسفوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی سماجی روایات اور ادب جدا ہیں۔ ہندو اور مسلمان آپس میں شادی بیاہ نہیں کرتے اور نہ ایک ساتھ مل بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔ دراصل ہندوؤں اور مسلمانوں کی تہذیبیں الگ الگ ہیں۔ جو خاص طور پر متفاہ خیالات اور تصورات پر مبنی ہیں۔ ان کی تاریخ، ان کے جنگی قصے، ان کے ہیرد اور ان

کے واقعات مختلف ہیں۔ اکثر ایک قوم کا دشمن خیال کیا جاتا ہے۔ ایک کی فتح دراصل دوسرے کی نکست اور ہار ہے۔ ایسی دو قوموں کو ایک ہی حکومت کے ماتحت رکھنا جس میں ایک اقلیت میں ہو اور دوسری اکثریت میں۔ اس کا نتیجہ بڑھتی ہوئی بے چینی کی صورت میں نمایاں ہو گا اور ایسی حکومت کے لئے تشكیل دیئے جانے والا نظام تباہی و بربادی اور ہلاکت کا شکار ہو گا۔

- 15۔ اب قائد اعظم محمد علی جناح کے ارشادات کی روشنی میں ”نظریہ پاکستان“ کی وضاحت درج ذیل اہم نکات سے کی جاتی ہے۔

i۔ نظریہ پاکستان کا اصل محرک دین اسلام ہے جس کے ہمہ گیر اور آفاقتی اصول مساوات و برابری اور آزادی، اخوت و محبت اور باہمی بھائی چارہ، روا داری اور ہمدردی اور عدل و انصاف ہیں۔

ii۔ ایسے علاقے جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے ان علاقوں پر مشتمل آزاد اور خود مختار ریاست کا قیام ناگزیر ہے۔

iii۔ نظریہ پاکستان کی تکمیل صرف اسی صورت میں ممکن ہو سکتی ہے کہ نئی ریاست میں اسلامی اصولوں کی روشنی میں حکمرانی قائم کی جائے۔

iv۔ ذات پاری تعالیٰ کی حاکیت پر تھے دل سے ایمان لانا اور قرآن و سنت کی روشنی میں اصول ریاست مرتب کرنا نظریہ پاکستان کا اصل مقصد ہے۔

v۔ تقسیم ہند بر صیغر کے قدیم اور پچیدہ سیاسی، سماجی، معاشرتی، تمدنی اور مذہبی مسئلہ کا واحد حل ہے۔

vi۔ مسلمان ہندوؤں سے قطعی ایک الگ قوم ہے اور انہیں ختم کرنے کے لئے خواہ لاکھ کوششیں بھی کی جائیں، اس کے باوجود ان کی جدا گانہ حیثیت کو کسی صورت بھی ختم نہیں کیا جا سکتا۔

vii۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کا آپس میں مل جل کر رہنا ناممکن ہے کیونکہ نظریات کے لحاظ سے یہ دونوں مختلف قومیں ہیں۔

اس لئے اتحاد و اشتراک کی لاکھ کوششوں کے باوجود بھی کوئی نتیجہ برآمد نہ ہو سکا۔

viii۔ یوں تو بر صیغر میں بہت سی قومیں آباد ہیں لیکن ان میں ہندو اور مسلمان دو بڑی قومیں ہیں جو کسی صورت بھی آپس میں متحد اور اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔

ix۔ نظریہ پاکستان ایک تاریخی اور مذہبی حقیقت ہے اور اسے کسی صورت بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس کو نظر انداز کرنے کا نتیجہ تباہی و بربادی اور ہلاکت کی صورت میں نمودار ہو گا۔

x۔ جس طرح الگ اور پانی ایک جگہ اکٹھے نہیں رہ سکتے اس طرح ہندو اور مسلمان کسی

صورت بھی اکٹھے اور متحد نہیں ہو سکتے۔ ان کا الگ الگ علاقوں میں رہنا ناگزیر ہے۔
سوال 5:- اقبال کے ارشادات کی روشنی میں نظریہ پاکستان کی تشرع کیجئے۔

Describe the "Ideology of Pakistan" with reference to Iqbal's sayings.

جواب: ارشادات اقبال کی روشنی میں نظریہ پاکستان کی وضاحت:-

علامہ اقبال دو قوی نظریہ کے زبردست حامی تھے۔ یہی دو قوی نظریہ بعد میں نظریہ پاکستان کی اساس بنا۔ ذیل کی سطور میں ہم ارشادات اقبال کی روشنی میں نظریہ پاکستان کی وضاحت کرتے ہیں۔

1- علامہ اقبال نے مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ اللہ آباد میں جو 1930ء میں ہوا، قوم مسلم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:-

"ہندو اور مسلمان دو الگ قومیں ہیں۔ ان دونوں قوموں میں کوئی ایک چیز بھی مشترک نہیں ہے۔ گذشتہ ایک ہزار سال سے قوم مسلم ہندوستان میں اپنی جداگانہ حیثیت برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کے نظریہ آزادی میں جو فرق ہے وہ روز روشن کی طرف عیاں ہے میں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہندوستان کی سیاسی کلکش کا حل اس کے سوا کوئی نہیں کہ ہر جماعت نے اپنی اپنی مخصوص قوی اور تہذیبی بنیادوں پر آزادانہ انتخابات کا حق ملنا چاہیے میری ولی خواہش ہے کہ پنجاب، سرحد، سندھ اور بلوچستان کو آپس میں ملا کر ایک الگ ریاست بنادی جائے۔ بالفاظ دیگر اسے ہندوستان سے جغرافیائی لحاظ سے بالکل الگ کر دیا جائے۔ بر صیر کے مسلمانوں کی بہتری کے لئے اس سے بہتر کوئی دوسرا حل مجھے دکھائی نہیں دیتا۔ یہی بر صیر کے مسلمانوں کی منزل ہے۔"

حق بات تو ہے کہ اقبال نے مسلمانوں کی جداگانہ قومیت کے تصور کو جس انداز سے نکھارا اس پر اسلام کے دشمن بھی بر ملا گواہی دیتے ہیں۔ پنڈت مدن موہن ایک متعصب ہندو لیڈر لکھتا ہے کہ

"اقبال سے پہلے ہم یہ بات ہرگز محسوس نہیں کر سکتے تھے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی ایک جداگانہ حیثیت بھی ہے۔ ہم تو انہیں متحده قومیت کا جزو سمجھتے تھے"

2- علامہ اقبال نے اپنے خطبہ میں یہ بھی فرمایا:-

"بر صیر کے لسانی عقائد اور معاشرت کے بیشتر اختلافات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک مستقل اور دائمی حکومت کرنے کی یہی مکمل ہے کہ یہاں ایسی آزاد اور خود مختار ریاستیں قائم کر دی جائیں جو زبان، ادب، تاریخ، نسل، مذہب اور اقتصادی و معاشی مفاد کے اشتراک پر مبنی ہوں"

"میں صرف ہندوستان اور اسلام کی فلاح و بہood اور بہتری کے خیال سے ایک منظم

اسلامی ریاست کا مطالبہ کر رہا ہوں اس سے ہندوستان کے اندر توازن پیدا ہو گا اس کے سب امن و امان قائم ہو گا اور انتشار و بد نظری کا خاتمہ ہو گا۔

علامہ اقبال کے افکار و خیالات کی روشنی میں کام جاسکتا ہے کہ وہ بر صیر کے مسلمانوں کے لئے ایک الگ طبق چاہتے تھے۔ دراصل اس کا سبب یہ تھا کہ بر صیر میں دوبارہ اسلامی مملکت کا قیام ممکن نہ تھا۔ آپ بر صیر کی سرزین پر قوم مسلم کے لئے ایک الگ مملکت کا قیام اشد ضروری خیال کرتے تھے۔ یوں آپ قوم مسلم کے لئے الگ الگ اکائیوں کی شکل و صورت میں آزادی اور خود مختاری کے دل سے خواہاں تھے۔

دراصل علامہ اقبال کے ذہن میں ایک ایسی اسلامی ریاست اور اسلامی مملکت کا تصور تھا جو ہر لحاظ سے اسلامی اقتدار کی آئینہ دار ہو۔ ایسا معاشرہ معرض وجود میں آئے جو اخوت، محبت، روا داری اور مساوات و برابری کی جیتنی جائی تصور ہو۔ سماجی، معاشرتی اور تمدنی امتیازات کا خاتمہ ہو اور پوری قوم مسلم انفرادی زندگی سے لے کر اجتماعی زندگی کے مختلف مظاہر تک اسلامی اقتدار کی مکمل طور پر پیروی اور تقسید کر لے۔

3۔ علامہ اقبال نے 1931ء میں لاہور میں آل انڈیا مسلم کانفرنس کی صدارت کرتے ہوئے اپنے خیالات کا انہصار کیا اور فرمایا:-

”تم اس دنیا میں سب سے زیادہ قابل ستائش اور قابل فخر تہذیب کے آقا ہو اور تمہارے پاس دنیا کا بہترین نظام حیات اسلام کی شکل و صورت میں موجود ہے۔ تم اوروں کی تقسید اور پیروی کے لئے نہیں بلکہ ان کی اطاعت اور رہنمائی کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔

یوں علامہ اقبال نے مسلمانوں کو ان کا اصل مقام یاد دلایا اور پھر قوم مسلم کو انگریزوں اور ہندوؤں کا غلام اور مطیع و منقار نہ بننے دیا۔ علامہ اقبال نے آزادی کا جذبہ اور جوش ہر حالت میں زندہ رکھا اور اپنی ایمان افروز باتوں اور خیالات سے قوم مسلم کے حوصلے کو ہمیشہ بلند اور اونچا رکھا۔

4۔ علامہ اقبال بر صیر میں ایک مسلم ریاست کے قیام کو کیوں ضروری خیال کرتے تھے، اس سلسلے میں علی میاں، اقبال سے اپنی ایک ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں۔

”22 نومبر 1937ء کو اقبال سے ایک تفصیلی ملاقات کا موقع ملا۔ ہندوستان میں اسلام کی تجدید و احیاء کی بات نکلی تو شیخ احمد سرہندی، شاہ ولی اللہ اور سلطان محی الدین عالمگیر کی بڑی تعریف کی اور فرمایا میں ہمیشہ کہتا ہوں کہ اگر ان کا وجود اور ان کی جدوجہد نہ ہوتی تو ہندوستانی تہذیب اور فلسفہ اسلام کو نکل جاتا۔“

5۔ پاکستان کے بارے میں اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے علامہ اقبال نے فرمایا:-
”جو قوم اپنا ملک نہیں رکھتی وہ اپنے مذہب اور تہذیب کو برقرار نہیں رکھ سکتی۔ دین و تہذیب حکومت و شوکت سے زندہ رہے ہیں۔ اس لئے پاکستان ہی مسلم مسائل کا واحد حل ہے۔

اور یہی اقتصادی اور معاشری مشکلات کا بھی حل ہے۔“ دراصل علامہ اقبال کو قبل از وقت ہی شدت سے یہ احساس ہو چکا تھا کہ ہندو اور مسلمان دو الگ الگ قومیں ہیں۔ ان دونوں کا مذہب، روایات، تہذیب و ثقافت اور رسوم و رواج ایک دوسرے سے قطعی مختلف ہیں۔ آپ اس امر سے بھی بخوبی آگاہ تھے کہ اگر آپس میں یکسانیت اور یگانگت ہی نہ پائی جائے تو ایسی صورت میں سیاسی اتحاد کا برقرار رہنا انتہائی ناممکن ہے۔ یوں اقبال کی دور رس نگاہوں نے مسلمانوں کا مستقبل اچھی طرح بھانپ لیا تھا۔

- 6 22 جون 1937ء کو علامہ اقبال نے قائد اعظم محمد علی جناح کو لکھا:-

”آج ہندوستان میں آپ ہی وہ واحد مسلمان ہیں جس کی ذات سے مسلمان قوم اس طوفان بلانخیز میں صحیح و محفوظ رہنمائی کی توقع رکھ سکتی ہے، جو شمال مغربی ہندوستان بلکہ شاید ملک کو اپنی پیٹ میں لینے والا ہے۔“

23 مارچ 1940ء کے تاریخی اجلاس میں مسلم لیگ نے قائد اعظم کی صدارت میں مسلمانوں کے لئے ایک الگ وطن کے مطالبے کی جو قرارداد لاہور یا قرارداد پاکستان منظور ہوئی تھی، اس کا اگر بنظر عیق مطالعہ کیا جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ اس قرارداد کی فکری اور نظری احساس دراصل علامہ اقبال کا پیش کردہ وہ تصور تھا جو آپ نے 1930ء میں خطبه الہ آباد میں پیش کیا تھا۔

یوں علامہ اقبال نے نظریہ پاکستان کو ایک ترو تازہ روح بخشی۔ اس کی جغرافیائی حدود بھی تعین کر دی اور اسلامی نظام کے خدو خال کی واضح نشاندہی بھی کر دی۔

علامہ اقبال نے اپنی شاعری کے ذریعے بھی سوئے ہوئے مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کیا۔ آپ نے انہیں حصول آزادی کے لئے تحریک چلانے پر آمادہ کیا۔ اپنی شاعری کے ذریعے مسلمانوں کے قلب و جگہ کو گرمایا۔ یوں اقبال نے برصغیر کے مسلمانوں میں سیاسی شعور بیدار کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ ذیل کی سطور میں ہم آپ کے بعض اشعار پر ڈیم کرتے ہیں۔

-1

یہی مقصود فطرت ہے یہی رمز مسلمانی
اخوت کی جماںگیری محبت کی فرادانی
بتان رنگ و خون کو توڑ کر ملت میں لمبہ جا۔ نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی

-2

وطن کی فکر کر ناداں مصیبت آنے والی ہے
تیری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں
نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے ہندوستان والو
تمہاری داستان تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں

-3

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہائی
ان کی جمیعت کا ہے ملک و نب پر انحصار قوت مذہب سے محکم ہے جمیعت تری
-4

چشتی نے جس زمیں میں پیغام حق سنایا
تائک نے جس چمن میں وحدت کا گیت گایا
تاتاریوں نے جس کو اپنا وطن بنایا
جس نے حجازیوں سے دشت عرب چھڑایا
میرا وطن وہی ہے، میرا وطن وہی ہے
ٹوٹے تھے جو ستارے فارس کے آسمان سے
پھر تاب دے کے جس نے چکائے کھکشان سے
وحدت کی لے سنی تھی دنیا نے جس مکان سے
میر عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے
میرا وطن وہی ہے، میرا وطن وہی ہے

-5

اس دور میں ہے اور ہے جام اور ہے جم اور
ساقی نے بنا کی روشن لطف و ستم اور
مسلم نے بھی تعمیر کیا اپنا حرم اور
تندیب کے بت گرنے تر شوائے صنم اور
ان تازہ خداوں میں برا سب سے وطن ہے
جو پیر، ان اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے

-6

اقوام جہاں میں ہے رقبت تو اس سے
تسخیر ہے مقصود تجارت تو اس سے
خالی ہے صداقت سے سیاست تو اس سے
کمزور کا گھر ہوتا ہے غارت تو اس سے
اقوام میں مخلوق خدا بُثتی ہے اس سے
قومیت اسلام کی جڑ کثتی ہے اس سے

وہ کیا گردوں تھا، تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا
کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاج سردار
جہاں کیرو جہاں دارو جہانباں و جہاں آرا
کہ تو گفتار، وہ کردار، تو ثابت، وہ سیارا
ثریا سے زمیں پر آسمان نے ہم کو دے مارا

-7
کبھی اے نوجوان مسلم! تدبر بھی کیا تو نے؟
تجھے اس قوم نے پالا تھا آغوشِ اوبت میں
غرض میں کیا کہوں تجھے سے کہ وہ صحرائشیں کیا تھا
تجھے آبا سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
گنوادی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی

-8
ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کا شفر

-9
فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
سونج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

-10
صورت شمشیر ہے دست قضا میں وہ قوم
کرتی ہے جر ہر زماں اپنے عمل کا حساب